یبکون ویزیدھم خشوعاً

العزاء

فی مصیبۃ

سید الشہداء

مؤلفہ

عمدۃ الاخلاء الاطیاب و صفوۃ الاجلاء الانجاب الفاضل المجید و المناظر

السید ابو الصفاء مولوی احمد علی صاحب امرتسری حال ساکن لاہور

تلمیذ حجۃ الاسلام مجتہد العصر مولینا ابو تراب السید علی الحائری القمی لاہوری مدظلہ

جس کو

انجمن مرتضویہ (شیعہ) شہر امرتسر نے بغرض اشاعت حق و حصول ثواب

در مطبع فاطمہ اسٹیم پریس لاہور مطبوع گردید

معرفت خادم حسنین مصلح سنگ

تقریظ شریف اعلیحضرت ماحی البدعۃ محیی السنۃ غرۃ جبین السعادۃ۔ نور ریاض السیادۃ۔ فخر الملک والملۃ حجۃ الاسلام مولٰنا مولوی ابو تراب سید علی الحائری القمی اللاہوری المعروف بہ مجتہد سندھ و پنجاب آدام اللہ ظلہ العالی علی رؤس الموالی

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الواقف علی الضمائر۔ المطلع علی السرائر۔ والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الاوائل والاواخر محمد وآلہ خیر السفائر **اما بعد** فقد طالعت شطرا وافیا من ہذہ الرسالۃ السدیدۃ والعجالۃ المفیدۃ من مؤلفات عمدۃ الاخلاء الاطیاب وصفوۃ الاجلاء الانجاب عمدۃ الابرار محرز الشرف والفخار حلیف العز والوقار ذی الفضائل السنیۃ والفواضل البہیۃ الفاضل المجید والمناظر السدید الحبر الذکی الالمعی جناب المولوی **میر احمد علی** الامرتسری خصہ اللہ بجلائل المواہب واسبغ اللہ علیہ فواضل النعم والرغائب سمیتہا بہ **الغراء** فی مصیبۃ سید الشہداء روحی لہ الفداء لعمری انہ الموالی اللبیب قد جہد غایۃ الجہد وسعی نہایۃ السعی فی احقاق الحق وابطال الباطل بالبراہین والدلائل فلقد اجاد فیما افاد جزاہ اللہ خالق اللیل والنہار وبکتہ علی بساط النشاط و الاستبشار بحق سید الابرار وآلہ الاطہار

من مبارک حویلی لاہور

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرۃ علی الحائری القمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ابتلا عبادہ الاکرمین بالبلاء والصلوٰۃ والسلام علی سید اہل الاصطفاء والائمۃ النجباء وطوبیٰ للقائمین فی عزاء سید الشہداء بلسان سید الوری اما بعد سال گذشتہ اس حقیر ہیچمدان نے بالتماس احباب ایک اشتہار بعنوان غم مظلوم لکھکر شائع کرایا تھا جسمیں مظلوم کربلا پر گریہ کرنیکا جواز آیات قرآن سے ثابت کیا گیا تھا۔ بحمد اللہ اسکا اکثر مقامات پر اچھا اثر پڑا۔ اسلئے امسال پھر احباب نے فرمایش کی کہ اسی مضمون پر پھر کچھ لکھوں تاکہ غافل خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ اُس مظلوم کی قدر جانیں۔ اسکی یادگار کو تازہ کریں اور بڑھائیں جس نے دین خدا کیلئے اپنا سب کچھ فدا کردیا روحی ارواح المومنین لہ الفدا اس فرمائش کو حقیر نے موجب سعادت دارین تصور کرکے یہ مختصر رسالہ ہدیہ احباب و دیگر اہل اسلام کیا امید ہے کہ جملہ برادران اہل اسلام اسکو پڑھکر مظلوم کربلا کی یاد کو تازہ کرنیمیں بیش از بیش حصہ لینگے۔ وھو ولی التوفیق۔

محرم۔ ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منہا اربعۃ حرم (۱۰-۱۱) خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے کہ بتحقیق کتاب اللہ میں جبدن سے اللہ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔ مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ انمیں چار حرام ہیں جو عظمت و حرمت والے گئے ہیں انمیں سے ایک ماہ محرم ہے جو اسم بامسمّٰی ہے اسکے نام سے ہی اسکی حرمت عیاں ہے۔ اس ماہ کے پہلے عشرہ کو خدا نے بڑی فضیلت دی ہے اور اس پر سورۃ والفجر شاہد ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے اسکی تاریخ اول کی فجر کی اور پہلے عشرہ کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے اور ظاہر ہے کہ قسم اسی چیز کی کھائی جاتی ہے جو قسم کھانیوالے کو عزیز ہوتی ہے ارشاد ہے والفجر ولیال عشر پ۳۰ یعنی قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی مفسرین نے اسمیں وونین وجوہ لکھے ہیں انمیں سے آخری محرم کے متعلق ہے چنانچہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ہشتم صفحہ ۵۵۷ میں لکھا ہے الثالث المراد فجر المحرم اقسم بہ لانہ اول یوم من کل سنۃ ... وفی المیزان اعظم الشہور عند اللہ المحرم یعنی مراد فجر سے فجر محرم ہے کیونکہ وہ ہر سال کا پہلا دن ہے اور مروی ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا مہینہ محرم ہے پھر دس راتوں کے بارے میں فرماتے ہیں دوثانیہا، انہا عشر المحرم من اولہ الی آخرہ وھو تنبیہ علی شرف تلک الایام وفیہا یوم عاشورا الخ یعنی دس راتیں عشرہ اولی محرم کی ہیں اور یہ تنبیہ ہے ان دنوں کی بزرگی پر اور انمیں روز عاشورا ہے اور سواطع الالہام فیضی مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۷۱۱ میں لکھا ہے۔ ولیال عشر اول المحرم او احد موسم المحرم وھو عد ادا اعمالہ یعنی دس راتیں پہلی محرم کی ہیں یا ذی الحجہ کی۔ اور لباب التنزیل جلد ۴ صفحہ ۲۰۳ میں والفجر کی تفسیر یوں فرمایا ہے وقیل انہ فجر معین ثم اختلفوا فیہ فقیل ھو فجر اول یوم من المحرم اور لیال عشر کے ذیل میں فرماتے ہیں وقیل ھی عشر الاول من المحرم وھو تنبیہ علی شرفہ ولان فیہ یوم عاشوراء مطلب وہی ہے جو پہلے ذکر ہوا۔

بطریق امامیہ حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سورۃ کا نام سورۃ الحسین

ہے اور جو ہر روز اس کی تلاوت کرے اس کا حشر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ الحق کلام معصوم علیہ السلام حامل اسرار عالیہ ہے اور جو شخص اس میں غور کریگا۔ اس کو انشاءاللہ تعالیٰ ثابت ہوگا کہ اس سورہ کو مظلوم کربلا سے خاص تعلق ہے۔ تبھی تو خداوند عالم نے ابتداء سورہ میں لیالی عشرۂ اولی محرم کی قسم کھائی ہے کیونکہ انہی دنوں میں مظلوم کربلا علیہ السلام پر طرح طرح کی مصیبتیں آئیں اور حضرت کے اعوان و انصار یار و غمخوار دین خدا پر قربان ہوئے اور آخر حضرت خود بھی تین دن کے بھوکے پیاسے بہ نفس مطمئنہ داخل جنت ہوئے۔ میر نفیس مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

سر دیا سبط پیمبر نے تمہارے ہی لئے
جان دی شہ کے برادر نے تمہارے ہی لئے
گھر کو لٹوا دیا سرور نے تمہارے ہی لئے
برچھی کھائی علی اکبر نے تمہارے ہی لئے

حد نہیں جس کی وہ احسان بخدا تم پہ کیا
دودھ پیتے ہوئے بچے کو فدا تم پہ کیا

اگر خیال اختصار مانع نہ ہوتا تو میں اس سے بالتفصیل شہادت امام حسین علیہ السلام ثابت کرتا۔ اب بائبل کی آیات لکھ کر ماحصل بیان کرتا ہوں۔ گنتی باب ۲۹۔ آیت ۷ از بائبل انگریزی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور ساتویں مہینہ کے عاشورے کو ایک مقدس مجلس کرو اور اپنی روحوں کو غمزدہ بنادو۔ اور اس میں کوئی کام نہ کرو احبار باب ۱۶۔ آیت ۲۹ میں ارشاد ہے۔ اور یہ تمہارے لئے ابد کے لئے قانون ہوگا کہ ساتویں مہینہ کے عاشورہ کو خود کو غمزدہ بنادو۔ اور بالکل کام نہ کرو خواہ کوئی دیس ہو یا پردیسی ہیں۔ احبار باب ۲۳ آیت ۲۷ سے ۳۲ تک۔ آیت ۲۷۔ نیز ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ یوم الغفران ہے۔ اس میں تمہارے لئے فراہمی جماعت مقدس ہوگی۔ اور تم غمزدہ بنو۔ اور آگ (آتش محبت) سے تیار کر کے قربانی (اشک چشم) خداوند کے حضور گزرانو۔

۲۸۔ اور اس دن کوئی کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ غفران کا دن ہے۔ اور اس میں خداوند اپنے خدا سے مغفرت طلب کرو۔

۲۹۔ کیونکہ جو روح اس دن غمزدہ نہیں ہوگی۔ وہ اپنے لوگوں کی جماعت سے کٹ جاویگی

۳۰۔ اور جو کوئی اس دن (سوائے حزن و غم کے) کوئی کام کریگا۔ اسکو میں اس کے لوگوں سے نیست و نابود کر دونگا۔

۳۱۔ تم اس دن کسی طرح کا کام نہ کرو۔ اور یہ تمہاری نسلوں میں تمام تمہارے خانوادوں میں ابد کے لئے قانون ہوگا۔

۳۲- یہ تمہارے لئے (دنیاوی دھندوں سے) باز رہنے کا سبب ہوگا۔ اور تمہیں لازم ہے کہ اپنے دل کو اور جسم کو ایک پائدار حزن وغم میں مبتلا کرو۔ شب تاسوعا کو۔ شب عاشورا سے اختتام روز عاشورا تک اپنے سیت کو مناؤ۔

مندرجہ بالا آیات قرآن وکتب عہد عتیق سے چند امور ثابت ہوئے:-

۱- ماہ محرم کی عظمت وحرمت۔ پس اہل اسلام کو ان دنوں میں امور خیر کرنا چاہئیں اور لہو ولعب اور فسق وفجور سے باز رہنا چاہئے۔ اور چونکہ ذکر اخیار سے امور خیر کی طرف رغبت اور فسق فجار اشرار کے اظہار سے امور شر سے نفرت ہوتی ہے۔ چنانچہ خداوند کریم بھی قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب یعنی اُن کے قصوں میں عبرت ہے داناؤں کے لئے۔ اس لئے واعظین وعلماء اہل اسلام کو اس ماہ میں ذکر خیر الاخیار حسین بن سید الابرار ولور نظر حیدر کرار اور اظہار فسق وظلم یزید نابہنجار کرنا چاہئے کیونکہ اسی مہینہ میں بانیئ اسلام کے فرزند لخت جگر نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ورطۂ طوفان سے بچایا ہے۔ اسی ماہ میں خاندان نبوت اسلام کی قربانی ہوا ہے اور اسی مہینہ میں یزید ملعون نے دودمان رسالت پر وہ ظلم وستم کیئے ہیں کہ جن کے ذکر سے سخت سے سخت دل بھی پسیجتے ہیں۔ پس جب ذکر امام حسین علیہ السلام سے انذار خلق لازم ہوا۔ تو مومنوں پر اس انذار کا اثر ہونا علامات ایمان سے ہے۔ اور اثر قلب پر ہوتا ہے۔ کہ وہ خاشعًا للہ اور موم کی طرح خوف خدا سے پگھل جائے۔ پس جب دل پگھلا تو اُس کا لازمہ یہ ہے کہ صدف چشم سے ڈھلکتے ہوئے موتی نکلیں۔ وہ دل جو اس ذکر سے پگھلکر موم نہ ہو جائے۔ وہ سمجھے کہ اس میں قساوت ہے اور جتنی جلد اس کا علاج ممکن ہو کرے۔ کیونکہ ایسے دل کی نجات ناممکن ہے۔ اب ہم اپنے بیان کو آیات قرآن سے موید کرتے ہیں۔ خداوند عالم پ میں فرماتا ہے۔ ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لایومنون۔ ختم اللہ علی قلوبھم الخ کافروں کے لئے برابر ہے۔ کہ تو انہیں انذار کرے یا نہ کرے وہ ایمان نہیں لائینگے۔ ان کے دلوں پر مُہر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جن دلوں پر اثر نہ ہو وہ مختوم ہیں۔

پھر اسی پارہ کے ۹۶ میں یہودیوں کے بارے میں فرماتا ہے ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ اواشد قسوۃ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھار وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ یعنی پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت کیونکہ

پتھر بھی بعض ایسے ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور اُن سے پانی نکلتا ہے اور ان سے پانی نکلتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ خوف خدا سے گر پڑتے ہیں۔ اس آیت میں خداوند عالم نے تمثیلاً دل کے نرم ہونے کی تین حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ آنسو نہر کی طرح جاری ہوں جیسے کہ اکثر خاصانِ خدا و عاشقان محبوب رب دوسرا کا حال ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ دل پر چوٹ لگے جس کو عرف میں کلیجہ شق ہونا کہتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح نکلیں تیسرے یہ کہ دل پر اثر ہو اور انسان گر پڑے۔ بیہوش ہو جائے۔ یا سکتہ کا عالم طاری ہو جائے جس کا لازمہ بتا کی ہے ایک اور جگہ خداوند عالم فرماتا ہے ویل للقاسیۃ قلوبہم سخت دلوں کے لئے ویل ہے۔ پس اہل اسلام کو چاہیئے کہ ماہ محرم میں بالخصوص ذکر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کریں۔ اور آپ کے مصائب پر گریہ و بکا کریں۔

۲۔ ماہ محرم ماہ حرام ہے جس میں کفار سے بھی جنگ و جدال کرنا ممنوع ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر یعنی تجھ سے ماہ حرام میں جنگ کرنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے مگر جو دفاعی ہو پس جب منکران دین سے بھی جنگ کرنے کی ممانعت ہے۔ تو اہل قبلہ مسلمانوں کی آپس کی خانہ جنگی کب روا ہو سکتی ہے یاد رکھو کہ اس ماہ محرم کی حرمت کو توڑنے والا یزید کیسی بری نظر سے مسلمانوں میں دیکھا جاتا ہے پس جو اس ماہ میں دنگہ و فساد کرتا ہے وہ زمرہ یزید میں محشور ہو گا۔ یہ مہینہ امن و امان اور سلامتی سکھلاتا ہے اور خدائے ارشاد ہے کہ ادخلوا فی السلم کافۃ (۲-۹) سلامتی میں سب کے سب اکٹھے داخل ہو۔ پس تمام مسلمانوں کو امن و امان سے اعمال محرم ادا کر کے رونق اسلام دکھانی چاہیئے۔ اپنے مقابل حریفوں کو دیکھو کہ اپنے مذہبی دلوں کو جن میں محض کھیل تماشا ہوتا ہے۔ خانگی نزاعوں کو بالائے طاق رکھ کر کس ترک و احتشام و شان و شکوہ سے کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان ہیں کہ اس سے ذرا سبق نہیں لیتے کوئی کہتا ہے ؎

تعزیہ قندیل کو لاتوں سے پھاڑ دین احمدؐ میں یہ بھاری خار ہے

کوئی کہتا ہے (نعوذ باللہ) سوئر کی طرف جاؤ اور جس راستے میں تعزیہ ہو۔ اس طرف نہ جاؤ۔ کوئی کہتا ہے واعظ کے لئے ذکر حسینؑ حرام ہے بعض عوام جو اسی دن پیدا کر کے بھی نہیں وہ کیا ہے۔ تعزیہ کے ساتھ باجے بجانا۔ لباس نو

زیب تن کرنا۔ آتشبازی چلانا۔ گتکا کھیلنا رنڈیوں کو ہمراہ تعزیہ لینا جو معصیت ہے۔
بھائیو اب بھی سنبھل جاؤ۔ اگر اب تک اس ماہ عظیم و ذبح عظیم سے ناواقف
تھے اب تو واقف ہو جاؤ۔ اگر اب تک اس کی قدر سے جاہل تھے۔ اب تو عارف ہو
تمہاری قومی زندگی اور قوم کی قومی۔ اخلاقی اور روحانی ترقی کا مدار ہی اس پر ہے
کہ شہید اسلام کے ذکر کو تازہ کرو۔

۳۔ آیات کتب عہد عتیق سے ثابت ہوتا ہے کہ روز عاشورہ حزن و غم کرنا
خداوند عالم نے زمان حضرت موسےٰ علیہ السلام سے واجب کیا ہے۔ اور اس دن
ایک مقدس مجمع کرنا چاہیئے جو غم و الم کی داستان کی زندہ مثال ہو جیسے کہ ذوالجناح
تعزیہ وغیرہ ماتم کے ساتھ مجمع مومنین میں اٹھایا جاتا ہے اس دن کی خصوصیات
سے غم کرنا ہے اور انگریزی بائبل میں اس دن کی خصوصیات میں لفظ افلکٹ
وارد ہے جس کے لغوی معنے ہیں جسم یا دل کو ایسا درد پہنچانا جو متواتر ہو یا کچھ پائدار
ہو۔ دل کا دردمناک ہونا۔ پھر رونا علےٰ ہذالقیاس جسم کو درد پہنچانا ہاتھوں یا
زنجیروں سے ماتم کرنا اور آنکھوں سے رونا ہے اور خداوند خدا نے بنی اسرائیل
نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دن غمناک نہ ہو گا وہ جماعت مومنین سے کٹ جائیگا
یہی تنبیہ خداوند عالم نے کتاب تورایت میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی
پر کی ہے چنانچہ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ میں فرماتا ہے۔ مبارک ہے وہ درخواست
جو بنی اسرائیل نے کی۔ جلد ہے کہ میں مبعوث کروں ان کے لئے ایک رسول برادران
بنی اسرائیل سے کہ ہو گا وہ رسول مثل تیرے اے موسےٰ اور رکھوں گا میں اپنی کلام
اس کے منہ میں اور وہ رسول میرے اسم سے کلام کریگا۔ اور جو کوئی اس رسول
کا نافرمان ہوگا وہ گروہ مومنین سے کٹ جائیگا۔ ان ہر دو آیات کو یکجا پڑھنے سے
یہ نتیجہ نکلا کہ عاشورے کو غم نہ کرنے والا اور خاتم النبیین کا نافرمان ایک ہی سزا کے
مستحق ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عاشورے کے دن غم نہ کرنا رسول اللہ کی نافرمانی ہے۔
اور اس دن غم کرنا رسول کی فرمانبرداری ہے ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز
فوزاً عظیما جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے وہ بڑی مراد کو پہنچیگا
شاید کوئی کہے کہ کتب عہد عتیق میں ساتویں مہینہ کے عاشورا کو غم کرنے کا حکم
ہے اور محرم پہلا مہینہ ہے۔ ہم اور دلائل کو چھوڑ کر فی الحال یہی کہینگے کہ جس سال
سید الشہدا علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔ اس سال بھی عشرہ محرم ستمبر کے مطابق

یہودیوں کے ساتھ مہینہ کے عشرہ کو پڑا تھا۔ پس حضرت امام نے شہید ہوکر اس رازِ سربستہ کو کھولدیا۔ اور ثابت کردیا کہ یہ غم دراصل میرے ہی لئے تھا اور اقلاً مماثلت موسےٰ و خاتم النبیین علیہما السلام کے لئے یہ تو ماننا پڑیگا کہ جیسے امت موسےٰ میں عاشورہ روز حزن و غم تھا ویسے ہی امت محمدؐ میں بھی عاشورہ روز غم و الم ہوتا کہ مماثلت صادق آئے

رونا ممدوح ہے یا ممنوع

سال گزشتہ انجمن نعمانیہ لاہور کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان احکام محرم الحرام شائع ہوا تھا جس میں بحوالہ صواعق محرقہ لکھا تھا کہ محرم میں رونا اور چلانا ممنوع ہے۔ پھر لکھا ہے کہ اس دن کو خوشی اور سرور میں یوم عید بنالینا جاہلوں کا کام ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ عاشورہ کے دن مصافحہ کرنا خوشبو لگانا۔ سفید ہی لقمہ کھانا۔ خدا کے خوف سے رونا۔ سرمہ لگانا اس متبرک دن کے آداب ہیں۔ اور اس کے مخاطب خاص اہل سنت والجماعت تھے۔ لیکن اس امر پر سوائے اس کے اور کوئی دلیل مرقوم نہیں ہوئی کہ رسول اللہ صلعم کے وصال کا ذکر ان امور کے واسطے زیادہ افضل اور بہتر ہوتا۔ ہماری غرض اس سے کسی قسم کی پرخاش نہیں صرف امر بالمعروف مدنظر ہے۔ ہم جملہ علماء اہل سنت سے بصد ادب ملتمس ہیں کہ آیا قرآن میں یا حدیث نبوی میں کوئی ایسی آیت یا حدیث ہے جس میں کسی وقت بھی رونے کی ممانعت کی گئی ہو۔ حاشا میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ قرآن و حدیث میں ایسی کوئی دلیل نہیں ملیگی جس سے کسی وقت بھی رونے سے ممانعت کی گئی ہو۔ کیونکہ رونا فطرتی امر ہے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی روتا ہے پس فطرتی امر کی کب ممانعت ہو سکتی ہے۔ رونا انبیاء کا خاصہ ہے۔ جیسے کہ فرماتا ہے ویبکون و یزیدھم خشوعا (پ ۱۵ ع ۱۲) وہ روتے ہیں اور ان کا خشوع زیادہ ہوتا ہے۔ رونا مصدقین ضعفاء مومنین کا شعار ہے۔ چنانچہ ان کے حال میں لکھا ہے۔ واعینہم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون پ ۱۰ ع۔ اور ان کی آنکھیں غم کی وجہ سے آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ اس لئے کہ ان کو مال نہ ملا جس کو راہ خدا میں خرچ کرتے۔ رونا عارفان حق کی نشانی ہے جن کی شان یوں بیان کی ہے۔ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق (پ ۷) جب سنتے ہیں اس چیز کو جو رسول کی طرف اتاری گئی ہے تو تو دیکھتا ہے انکی آنکھوں میں آنسو ڈھلک پڑتے ہیں۔ بسبب عرفان حق کے۔ رونا محسنین کا کام ہے۔ جیسے کہ بخاری جلد ۴ کتاب التوحید صفحہ ۴۹ باب ما جاء فی قولہ تعالیٰ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین میں ایک حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم اپنی

ایک نواسی کے فوت ہوجانے پر روئے۔ سعد بن عبادہ نے پوچھا۔ آپ روتے ہیں جضور نے فرمایا۔ انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء اللہ اپنے بندوں میں سے رحیموں پر رحم کرتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ رونا رحم کی نشانی ہے۔ اور رحم صفت پروردگار ہے۔ ھو الرحمن الرحیم۔ سبقت رحمتی غضبی۔ وہ رحمٰن رحیم ہے اس کی رحمت غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ لیکن وہ ذات پاک جسم اور جسمانیات سے مبرا ہے۔ رسول اللہ کی ذات سراپا رحمت تھی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہم نے تجھے نہیں ارسال کیا مگر رحمت واسطے جہانوں کے۔ ایک اور جگہ آپ کی تعریف یوں بیان کی ہے۔ و بالمومنین رؤف رحیم۔ خاص مومنوں پر مہربان اور رافت و رحم کرنیوالا ہے اور پھر ان لوگوں کو خداوند کریم نے لفظ رحیم سے موصوف کیا۔ جن کو معیت کاملہ و تامہ حضور انور کی حاصل ہوئی ہے۔ ان کی تعریف میں ایک جگہ فرمایا ہے رحماء بینہم۔ دوسری جگہ اذلۃ علی المومنین۔ حضرت یعقوب کا حضرت یوسف پر رونا مشہور ہے۔ اور جس کو ہم نے اشتہار غم مظلوم میں قرآن سے ثابت کر دیا ہے۔ اس قصہ کے ذیل میں بیضاوی اور صاحب المدارک اور لباب التنزیل لکھتے ہیں فیہ دلیل علی جواز التاسف والبکا عند التفجع اس میں دلیل ہے جواز تاسف اور گریہ پر مصیبت کے وقت اور زمخشری نے لکھا ہے وعن النبی انہ بکی علی ولد بعض بناتہ وھو یجوز بنفسہ فقیل یا رسول اللہ تبکی وقد نھیتنا عن البکاء فقال ما نھیتکم عن البکاء الخ جس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم نے بکاء سے منع نہیں کیا۔ یہ رونا رسول کریم کی سنت ہے چنانچہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ صفحہ ۵۷۰ میں لکھا ہے۔ آنحضرت دیدہ حمزہ را کشتہ شدہ و مثلہ کردہ شدہ صیحہ زد ... از ابن مسعود منقول است کہ گفت ندیدیم ما آنحضرت را گریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریۂ وے بر حمزہ بن عبد المطلب ایستادہ بر جنازہ وے و گریہ کرد و بر داشت آواز تا بیہوش شد و فرمود کہ یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ و اسد رسولہ .... و ازینجا معلوم می شود کہ در ندبہ وے بے طاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجود آمدہ۔

حضرت جعفر اور زید پر روئے۔ بخاری جلد ۲ باب علامات النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۰ عن انس بن مالک ان النبی نعی جعفرا و زیدا قبل ان یجیئ خبرھما وعیناہ تذرفان۔ حضور انور نے اپنے فرزند ابراہیم پر گریہ کیا۔ مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع القرآن والسنۃ امرتسر صفحہ ۱۰۵ باب البکاء علی المیت۔ رسول خدا روحی لہ الفداء حضرت سید الشہداء

پر روئے۔ غنیۃ الطالبین صفحہ ۵۴۵ و صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۴

حضرت ابوبکر صاحب خلیفہ اہل سنت والجماعت بروایت بخاری بہت رونے والے تھے چنانچہ حضرت عائشہ صاحبہ نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے انہ رجل سیف قال ابو عبید الا سیف السریع الحزن والبکاء بخاری کتاب الانبیاء صفحہ ۳۵ باب قولہ عزوجل لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین۔ حضرت ابوبکر صاحب سریع الحزن اور جلد رونے والے تھے۔

حضرت عمر خطاب صاحب نے بھی وفات رسول پر جزع کیا چنانچہ قسطلانی نے مواہب میں لکھا ہے عن سالم لما مات رسول اللہ کان اجزع الناس کلھم عمر بن الخطاب یعنی رسول اللہ کی وفات پر سب سے زیادہ جزع کرنے والا عمر بن خطاب تھا۔

اہل بیت علیہم السلام کا گریہ بھی بتواتر ثابت ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ پر روئے چنانچہ آپ کے دیوان مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ میں لکھا ہے وقف علی قبر النبی وقال بابی انت وامی یا رسول اللہ ان الجزع لقبیح الا علیک وان الصبر لجمیل الا عنک والشد یقول جزع کرنا برا ہے مگر تجھ پر اور صبر اچھا ہے مگر تجھ سے ما فاض دمعی عند نائبۃ۔ الا جعلتک للبکاء سببا۔ نہیں بہے کسی مصیبت پر میرے آنسو۔ مگر میں نے تجھے اے اللہ کے حبیب بکا کا سبب بنایا۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا گریہ و بکا تو مشہور ہی ہے کہ آپ رسول اللہ پر آپ کے بعد ہمیشہ روتی رہیں یہاں تک کہ قضا کی۔ اہل مدینہ نے حضرت فاطمہ کی گریہ و زاری سے تنگ آکر علی علیہ السلام سے کہا کہ فاطمہ سے کہہ دو کہ دن کو رویا کرے اور شب کو آرام کیا کرے یا رات کو رویا کرے اور دن کو آرام کیا کرے۔ وہاں بیت الحزن اب تک موجود ہے اور زائرین اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اس سے دو امر ثابت ہوئے اول جواز مطلق گریہ و بکا۔ دوم روز وصال رسول کریم کو یوم حزن و غم قرار دینا۔ اب حضرت مظلوم کربلا روحی لہ الفدا پر گریہ کرنے کا ثبوت بھی ملاحظہ فرمالیں۔

محبت امام مظلوم اجر رسالت ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ پ ۲۵ ع ۴ کہدے اے رسول میں اپنی رسالت کا تم سے کچھ اجر نہیں

مانگتا ہوں مگر یہ کہ میرے قربا سے محبت رکھو صاحب تفسیر بیضاوی و دیگر مفسرین نے
لکھا ہے کہ جب لوگوں نے پیغمبر صلعم سے پوچھا کہ آپ کے قرابت دار کون ہیں تو حضور علیہ و
آلہ السلام نے فرمایا کہ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام ہیں عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ
جلد اول میں بھی یہی لکھا ہے۔ کہ اس آیت مودۃ فی القربیٰ سے مراد یہی چار معصوم ہیں۔
پھر کتاب مذکور کے باب ۹ میں لکھتے ہیں کہ کسی شخص سے محبت کرنے کے معنے یہ ہیں کہ اس
کے رنج سے رنج ہو اس کی خوشی سے خوشی جو چیز کہ اس شخص کی یاد دلائے اس کے ساتھ
محبت ہو اس یادگار کی عزت کی جائے۔ ان قربیٰ کی تفسیر دوسری آیت کرتی ہے۔ انما
یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا پ ۲۱ ع ۱ جز ۲ یعنی
خدا ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے رجس کو دور کر دے اور تمہیں پاک کرے پاک
کرنا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ قربیٰ رسول واجب المودۃ اس لئے ہیں کہ وہ بیت رسالت کے
اہل ہیں۔ اب ایک اور آیت ان قربیٰ اہل بیت کی توضیح کرتی ہے وہ آیہ مباہلہ ہے جس
میں ارشاد ہے قل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم الخ
نصارے نجران کو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم بیٹوں کو لاؤ۔ ہم اپنی نساء کو بلائیں تم اپنی کو
ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں۔ تم اپنے کو بلاؤ۔ باتفاق امت ابناء رسول حضرت حسنین ہیں
تفسیر بیضاوی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے اس کا ترجمہ پادری ہویری ایم۔ اے
اپنے ترجمہ قرآن جلد ۱ صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ بیضاوی رقمطراز ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے علی فاطمہ
حسنین علیہم السلام کو اپنے ہمراہ لے کر مباہلہ کرنا چاہا تھا اور وہ لکھتے ہیں کہ خدا کے نزدیک ان
چاروں کا ایسا عظیم مرتبہ تھا کہ کفار مباہلہ کر لیتے تو مسخ ہو کر بندر و سور بن جاتے احادیث
مسلمہ متواتر سنت جماعت بکثرت وارد ہیں کہ محبت اہل بیت ہر فرد مسلم پر فرض عین ہے
وسیلۃ النجات میں مولوی مبین صاحب نے ذکر کیا ہے احب اللہ من احب حسینا خدا دوست رکھتا ہے
جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۵ پر یہ حدیث منقول ہے کہ جو اہل بیت رسول
صلعم سے محبت کرے خدا اس سے محبت کرتا ہے ان سب امور سے صاف ظاہر ہے کہ عزاداری
مصائب امام حسین کا یاد کرنا مجلس کرنا رونا یہ سب امور چونکہ مبنی بر محبت ہیں اس لئے حسب
محبت و عبادت میں داخل ہیں۔ پس یہ آیہ مودۃ میں شامل ہیں اور تمام امت پر ان کی مودۃ
واجب ہے۔ اور نیز یا قرب قربا رسول صلعم حضرت فاطمہ کے نور نظر ہیں اس لئے بھی واجب
المودۃ ہیں اور نیز نفس رسول کے لخت جگر ہیں۔ اس لحاظ سے بھی انکی محبت واجب ہے
اور خداوند عالم فرماتا ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ یعنی ایماندار اللہ کیلئے سخت محبت

کرنے والے ہیں اور محبت کا لازمہ یہ ہے کہ محبوب کی خوشی پر خوشی ہو اور اس کی غمی پر غمناک ہو۔ چونکہ حرم ہیں سبط اصغر رسول و نور نظر فاطمہ و لخت جگر علی تین دن کا بھوکا پیاسا مثل بکرے کے ذبح ہوا۔ جس سے تمام اہل بیت ملول ہوئے۔ پس محبان اہل بیت رسول کو بھی ان ایام میں غمناک ہو کر گریہ و بکا کر کے اجر رسالت ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ محبت اس وقت انہیں کام آئیگی جبکہ دنیا کی کوئی چیز ان کی تکالیف کو دور نہیں کر سکیگی۔ جیسے کہ ارشاد ہوا ہے نما سالتکم علیہ من اجر فھو لکم یعنی جو اجر میں نے اس رسالت پر تم سے مانگا ہے وہ تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔ اس سے اس وہم کا بھی ازالہ ہو گیا جو کہ صاحب صواعق کو ہوا ہے کہ اگر کسی کی روز وفات پر رونا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلعم کا روز وصال ان امور کے واسطے اولے تھا کیونکہ محب کی شان ہی یہ ہے کہ محبوب کے فراق پر اندوہگین ہو پس وہ کون محب ہے جو محبوب خدا کے فراق پر گریہ نہ کرے اور ضرور کرے۔ لیکن امام مظلوم کا فراق ایک عجیب دل کو ہلا دینے والا ہے۔ وہ آپکا کوفیوں کی دعوت پر جانا کربلا کی لق و دق صحرا میں محصور ہونا۔ یزیدیوں کا پانی بند کرنا امام کے ساتھیوں سے ایک ایک کا شربت شہادت پینا۔ اور آخر دم تک امر بالمعروف کرنا۔ اور ثابت قدمی و استقلال کا وہ نمونہ دکھانا جو عالم کو محو حیرت کر دے۔ پھر امام کا شیر خوار بچہ کو اتمام حجت کے لئے فوج اشقیا کے سامنے لیجانا اور ان کا بھی شہید ہونا اور آخر میں خود امام کا تین دن کی بھوک پیاس میں برے کی طرح ذبح ہونا بعدہ اہل بیت کو قیدی بنا کر لے جانا۔ کیا یہ ایسے واقعات ہیں جو کبھی کسی نبی یا ولی کو پیش آئے۔ کیا ایسی ثابت قدمی اور ایثار کسی سے بھی ظاہر ہوا۔ پھر کیوں نہ ان عظیم الشان دنوں کو حزن و غم کی یادگار بنایا جائے یہ غم صرف حسین کا ہی نہیں بلکہ خود حضور انور ہی کا غم ہے۔ کیونکہ امام کی شہادت خود حضور ہی کی شہادت ہے۔ ذرا حدیث متفقہ حسین منی و انا من الحسین (حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں) پر تو غور کرو۔ اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کی سر الشہادتین کے دیباچہ کو انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرو کہ شاہ صاحب فرما گئے ہیں کہ مصلحت الٰہی کا یہ تقاضا ہوا کہ رسول کریم کے سائر کمالات کے ساتھ کمال شہادت بواسطہ حسنین علیہما السلام ملحق ہو پس شہادت حسنین پر گریہ و بکا کرنا۔ رونا اور چلانا درحقیقت خود رسول کریم پر رونا ہے۔ دوسرا شبہ عوام کا ہے کہ روز عاشورہ امام کو شہادت سے درجہ رفیعہ ملا ہے۔ پس یہ دن خوشی کرنے کا ہے نہ رونے پیٹنے کا۔ اس شبہ کا جواب بھی مندرجہ بالا سطور میں آ گیا۔ لیکن ہم قدرے توضیح سے لکھتے ہیں اس کا جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر رسول اللہ صلعم حضرت حمزہ کی شہادت

پرکیوں بڑے بڑے صحابہ نے رسول کے روز وصال پر کیوں جزع و فزع کیا اور حقیقی جواب یہ ہے کہ آگ کے پاس ہونے سے حرارت محسوس ہوتی ہے تو کیا جس کو آتش محبت لگی ہو اس کو حرارت عشق محسوس نہ ہوگی۔ یہ آتش عشق ہی تھی جس سے رسول اللہ کے ایک دانت شہید ہونے پر اویس کے سارے دانت تڑوا دیئے یہ حرارت محبت ہی تھی جس نے رسول اللہ کے وصال پر بعض صحابیوں کو بن باش بنا دیا۔ یہ آتش محبوب کے مستقبل کو نہیں دیکھتی بلکہ اپنے حال کو اور اس حال میں محبوب کے حال اور پھر اس کے فراق کو۔ آتش ظاہری کی حرارت تو جسم کے پاس ہونے سے محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اس آتش کی حرارت دور ہونے سے بھڑکتی ہے۔ پس امام مظلوم پر جو گریہ کیا جاتا ہے وہ آپ کی ان مصائب پر ہے جو ہم عاصیوں کے لئے آپ پر وارد ہوئیں مسند امام احمد حنبل اور وسیلۃ النجات صفحہ ۳۰۵ پر مولوی محمد مبین نے یہ حدیث نقل کی ہے جو شخص ایک قطرہ مصیبت حسین علیہ السلام پر اپنی آنکھ سے جاری کرے اس کے لئے جنت ہے

بکاء علی الحسین
امام حسین پر رونا سنت ہے

حضرت رسول کا مظلوم دشت بلا پر گریہ کرنا پہلے بیان ہو چکا او نیز صواعق محرقہ صفحہ ۵۴ ۱۹۴ میں لکھا ہے۔ واخرج الترمذی ان ام سلمہ رات النبی صلے اللہ علیہ وسلم باکیا وبراسہ ولحیتہ التراب فسألتہ قال قتل الحسین آنفا وکذالک راہ ابن عباس نصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم یلتقطہ فسالہ فقال دم الحسین واصحابہ لم ازل اتتبعہ منذ الیوم فنظرہ و وجد وہ قد قتل فی ذالک الیوم۔ یہی روایت باختلاف الفاظ ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ دلائل بیہقی۔ تاریخ سیوطی۔ سر الشہادتین اور اسعاف الراغبین صفحہ ۱۹۱ میں بھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضہ نے حضرت رسول ص کو اس حال میں دیکھا کہ روتے ہیں اور خاک سر و ریش مبارک پر پڑی ہے۔ حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت سے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام اس وقت درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہیں اور اسی طرح ابن عباس نے دوپہر کے وقت آنحضرت کو عالم رویا میں مو پریشان اور گرد آلود دیکھا اور دست مبارک میں ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہے اس کا سبب پوچھنے پر فرمایا کہ یہ حسین اور اسکے اصحاب کا خون ہے۔ میں آج اس کے جمع کرنے میں مشغول تھا۔

گریہ ام المومنین ترمذی اور مشکوٰۃ وغیرہ میں سلمی سے مروی ہے۔ قالت دخلت علی ام سلمۃ وھی تبکی فقالت ما یبکیک قالت رایت رسول اللہ الخ یعنی میں ام سلمہ کے پاس گئی اور دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ سبب پوچھا تو آپ نے مذکورہ بالا خواب ذکر کیا۔

گریہ جناب امیر صواعق محرقہ صفحہ ۳۵۴ واخرج ابن سعد عن الشعبی قال مر علیؑ بکربلا عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الشط فوقف وسال عن اسم ھذہ الارض قیل کربلا فبکی حتی بل الارض من دموعہ الخ یعنی صفین کو جاتے وقت جناب امیر کا گزر کربلا میں ہوا۔ جب قریب قریہ نینوے واقع لب فرات پہنچے تو ٹھہر گئے اور اس جگہ کا نام پوچھا۔ عرض کی گئی کربلا ہے بس آپ اتنا روئے کہ زمین آنسوں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد جبرئیل کا رسول کے پاس واقعہ شہادت کی خبر لانے کا ذکر ہے۔

گریہ اصحاب رسول صواعق محرقہ صفحہ ۳۶۴۔ انس بن مالک نے گریہ کیا جب کہ حضرت کا سر مبارک طشت میں رکھ کر ابن زیاد ناری کے سامنے لایا گیا اور وہ ملعون لکڑی دندان مبارک کو مارتا تھا۔ ایسے ہی زید بن ارقم نے بھی گریہ کیا۔ حضرت حبیب ابن مظاہر نے تو اپنی جان فدائے امام کر دی۔ ابن عباس و ام سلمہ روئے۔

گریہ ملائکہ غنیۃ الطالبین۔ ابی نصر نے باسناد خود یہ روایت کی ہے قال ھبط علی قبر الحسین بن علی علیہما السلام یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیامۃ۔ قبر حسین بن علیؑ پر روز شہادت ستر ہزار فرشتے اترے جو کہ جناب پر قیامت تک روئیں گے۔ ابو الفرج اصفہانی اور حافظ ابو نعیم نے لکھا ہے کہ شہادت حسین علیہ السلام کے بعد ملائکہ مرثیہ خوانی کیا کرتے تھے ایھا القاتلون جھلاً حسیناً + ابشروا بالعذاب والتنکیل + کل اھل السماء یدعو علیکم من نبی و مرسل و قبیل + قد لعنتم علی لسان بن داؤد۔ و موسیٰ و صاحب الانجیل +

گریہ جن حافظ ابو نعیم اور مولوی عبد العزیز دہلوی نے ام سلمہ اور جابر بن حضرمی اور حبیب بن ثابت سے روایت کیا ہے سمعنا الجن تنوح علی الحسین یعنی ہم نے سنا ہے کہ اجنہ سید الشہداء علیہ السلام پر نوحہ کرتے ہیں بعض احادیث میں آیا کہ ہم نے ان سے پوچھا تم کون ہو کہنے لگے ہم قوم بنی جان ہیں مصیبت فرزند سید انبیا علیہ السلام پر گریہ کر رہے ہیں۔ شیخ عبد الحق دہلوی نے بھی کتاب ما ثبت بالسنہ میں روایت نوحہ

جناں کا ذکر کیا ہے۔

گریہ کبار احناف امام شافعی۔ اصحاب حضرت ابو حنیفہ۔ خواجہ منصور بادشاہ اصفہان مقتدائے احناف۔ خواجہ علی غزنوی حنفی۔ مجد الدین ہمدانی۔ شیخ ابو الفتوح نصر آبادی خواجہ محمود حدادی حنفی۔ خواجہ امام شرف الائمہ۔ ابو نصر السنجانی۔ امیر تیمور گورگانی۔ خواجہ تاج اشعری حنفی نیشاپوری شیخ احمد محمد شیبانی وغیرہم سب ایام محرم میں تعزیہ داری سبط رسول کرنے اور آپ کے مصایب پر گریہ و بکا فرماتے۔ کما نقلہ ملا عبد الجلیل رازی فی النقض الفضائح و شیخ عبد الحق دہلوی فی اخبار الاخیار۔

گریہ اولیا اللہ اہل سنت حضرت بابا فرید گنج شکر۔ حضرت مخدوم۔ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری۔ حضرت سید اشرف جہانگیری سمنانی چشتی۔ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز شیخ امجد شہبانی۔ سید عبد الرزاق بانسوی۔ سب عزادار حسین تھے۔ دیکھو غم عید مؤلفہ مولوی حسن میاں پھلواری حنفی جن کا مفصل حال من بعد جواز مرثیہ خوانی میں درج ہوگا۔

کلام در اداب مندرجہ اشتہار انجمن نعمانیہ لاہور۔ صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ روز عاشورا اظہار فرح و سرور کرنا اور اس دن کو عید بنانا اور اس میں خضاب اور سرمہ لگانا۔ لباس نو پہننا۔ عمدہ کھانے پکانا۔ توسیع نفقات کرنا ناصبیوں اور جاہلوں کا کام ہے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ اور آپ کے اصحاب سے کوئی حدیث صحیح منقول نہیں۔ اور نہ ان امور کو آئمہ مسلمین میں سے کسی نے مستحب جانا ہے۔ توسیع علی العیال کی حدیث کی سند میں کلام ہے اور سرمہ لگانے کی حدیث موضوع اور مخالف سنت ہے مندرجہ بالا ادلہ سے ثابت ہوا کہ مظلوم کربلا پر گریہ کرنا سنت رسول اللہ اور ملائکہ۔ اہل بیت اور اصحاب پیغمبر ہے۔ کبار امت اور مشائخ صوفیہ کا شعار ہے۔ رسول کی سنت کو عمداً چھوڑنا اہل سنت کے نام میں بٹہ لگانا ہے اور برعکس نہند نام زنگی کا فور کا مصداق ہے۔ اور مومنین کی سبیل کو چھوڑ دینا اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا ہے۔

ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلیہ سعیرا

جواز مرثیہ خوانی جب گریہ کا جواز ثابت ہوا۔ تو ساتھ ہی ان امور کا جواز بھی ثابت ہو گیا جو گریہ کو ہیجان میں لاتے ہیں۔ ایک طریقہ قولی ہے۔ یعنی مرثیہ پڑھنا۔ اور یہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کے وقت سے جاری ہے آپ نے ہابیل پر مرثیہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابراہیم کا مرثیہ کہا۔ اہل بیت و اصحاب نے رسول اللہ صلعم پر مرثیہ کہے

چنانچہ مدارج النبوۃ صفحہ ۵۲۵ میں لکھا ہے۔ وہر کدام از اہل بیت آنحضرت وصحابہ عظام مرثیہ در وفات آنحضرت در سلک انتظام کشیدند الخ اور سمہودی نے جواہر العقدین میں وہ مرثیہ نقل کیا ہے جو امام شافعی نے امام حسین پر کہا ہے۔ **کافی الکفات** میں لکھا ہے کہ امام شافعی خود مرثیہ حسین کہتے تھے اور اس کو پڑھا کرتے تھے۔ مولوی حسن میاں صاحب پھلواری رسالہ (غم حسین) میں لکھتے ہیں کہ حضرت بابا فرید گنج شکر نے بغداد شریف میں ذکر شہادت امام حسین کرتے ہوئے اس قدر زور سے سر زمین پر مارا کہ وہ شہید ہوگئے بابا فرید بروز عاشورا واقعہ شہادت ذکر کرتے ہوئے نعرہ ہائے واہ حسیناہ کہتے اور بیہوش ہو جاتے تھے **لطائف اشرفی** میں حالات سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ہمیشہ رسم عزا برپا کیا کرتے اور لباس رعونت عشرہ محرم میں پہننا ترک کرتے اور اسباب عیش وشادی ترک کر دیتے تھے اور مخدوم **علاء الحق** پنڈوی کے حالات لکھتے ہیں کہ آپ دس روز محرم میں برابر گریہ وزاری کیا کرتے تھے پھر سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کے حالات میں لکھتے ہیں کہ آپ بھی عشرہ محرم میں گریہ وزاری میں مشغول رہا کرتے تھے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ شیخ امجد شیبانی اور دیگر بزرگان کا یہ معمول تھا کہ بروز عاشورا غذا و طعام سادات کے گھروں میں لیجاتے تھے اور گریہ وزاری کیا کرتے تھے پھر اسکے بعد لکھتے ہیں کہ ہمارے ان اطراف دہلی میں قدیم سے یہ دستور ہے کہ عورتیں سادات کے گھروں میں جمع ہوکر حسینؑ پر بکاء گریہ وزاری کیا کرتی ہیں **اقول** حقا کہ یہی حق تعزیہ داری کا ہے کہ روز عاشورہ مخصوصاً سادات کو انکے جد مظلوم کا پرسا حسب ذیل الفاظ میں ادا کیا جاوے۔ لا اعظم اللہ اُجُوْرَنَا و اجورکم بمصابنا علی الحسین علیہ السلام اور سادات کو خصوصاً جوان میں کہ زیادہ محتاج ہوں طعام بعد ظہر عاشورا کھلایا جاوے اجر عظیم کا موجب ہے وهو العليم بذات الصدور۔

تعزیہ دلدل وغیرہ دوسرا طریق رلانے کا فعلی ہے یعنی تعزیہ دلدل وغیرہ بنانا جن کے بنانے میں شرعاً کوئی اشکال نہیں کیونکہ ہر شئے کی اصل اباحت ہے جبتک اسمیں کوئی خاص شرعی حکم حرمت یا کراہت پر دال نہ ہو، اور نیز فریقین کے ہاں مسلم ہے کہ مالا یتم الواجب الا بہ فهو واجب یعنی جس چیز کے ساتھ واجب تمام ہوتا ہے وہ بھی واجب ہے کما فی نور الانوار پس ایسے ہی مالا یتم المندوب الا بہ فهو مندوب یعنی جس چیز کیساتھ مندوب تمام ہوتا ہے وہ بھی مندوب ہے۔ جب رلانے کا مندوب ہونا ثابت ہوا تو مرثیہ خوانی اور

تعزیہ بنانے کا جواز بھی ثابت ہو گیا باقی رہا ازالہ اس شبہ کا جو حضرات اہل سنت جماعت
شیعوں کو تعزیہ پرست کہتے اور عوام میں مشہور کرتے ہیں نعوذ باللہ منہا سنی یا شیعہ جو
تعزیہ رکھتا ہے نہ اس کو خدا سمجھتا ہے نہ اس سے کوئی صفت خدا کی متعلق کرتا ہے بلکہ
اسکو صرف ایک یادگار روضہ مطہر امام حسینؑ کی سمجھتا ہے اور اسی خیال سے اسکی تعظیم
کی جاتی ہے ایک عرصہ معین کے بعد اسکو توڑ پھوڑ کر گڑھے میں دفن کر دینا خود اس کی دلیل
ہے کہ مسلمان اسکو ایک چندروزہ یادگار سے زیادہ نہیں سمجھتے ایسی یادگار قائم کرنا۔
توراۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبران سابق نے بھی جائز رکھا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم
نے اسی حجر الاسود کو جو اس وقت دیوار کعبہ میں لگا ہے اور جسکو چومنا ہر مسلمان ضروری
سمجھتا ہے خدا کی یادگار میں کھڑا کر رکھا تھا لیکن اس کو سجدہ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے
محاذات میں خدا کو سجدہ کیا جاتا ہے پس ایسی صورت میں تعزیہ رکھنا جائز ہے اور اس کے
جواز کی نہایت واضح و روشن۔ ایک وجہ ہے کہ بموجب اصول اسلام کے ہر چیز جائز
ہے جبتک کہ اس کی ممانعت نہ ثابت کی جائے ممنوعات شرعی جس قدر ہیں سب قرآن
میں لکھے ہیں تعزیہ داری کی ممانعت کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں اگر یہ کہا جائے کہ
رسول خدا کے زمانہ میں چونکہ واقعہ کربلا نہیں ہوا تھا لہذا تعزیہ داری کے ذکر کی اس
وقت کوئی وجہ نہیں تھی تو اسکا جواب بہت صاف ہے کہ فرض کیا جاوے اہل سنت
خصوصاً اہل حدیث سے یہ سوال ہو کہ ریلوے ٹرین میں قرآن پڑھنے کا جواز قرآن میں
نہیں ہے لہذا پھر ٹرین میں وہ قرآن پڑھنے کو کیوں جائز قرار دیتے ہیں اصل بات
یہ ہے کہ قرآن میں کسی چیز کے نہ ذکر ہونے سے وہ حرام نہیں ہوتی بلکہ جس کی ممانعت
صریح ہے صرف وہی حرام ہے۔ قیاس سے اہل سنت کا تعزیہ داری کو حرام اور
ناجائز کہدینا درست نہیں انہیں کی معتبر کتاب تیسیر القاری شرح صحیح البخاری صفحہ
۳۸۲ پر یہ حدیث مروی ہے کہ اپنے قیاس اور تکلف آراء سے نتائج شرعی نکالنا گناہ
ہے انکی کتاب مشکوٰۃ صفحہ ۲۴ میں یہ حدیث ہے کہ قرآن میں جو امور ممنوع ہیں
ان سے احتراز کرنا چاہیئے اور جن کا حکم ہے اُن پر عمل کرنا چاہیئے اور جن امور کی نسبت
قرآن ساکت ہے ان میں بحث نکرنا چاہیئے۔ پس احکام الٰہی کی موجودگی میں جو شخص
کہ اس کا فیصلہ کرنا چاہتا ہے کہ تعزیہ داری حرام ہے اس پر لازم ہے کہ وہ صاف و
صریح حکم قرآنی اسباب میں پیش کرے۔ قیاس وغیرہ سنیوں کے مذہب میں بھی باطل
ہے پھر قیاس سے تعزیہ داری کی حرمت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے کوئی آیت یا

حدیث صحیح حرمت تعزیہ داری میں وہ نہیں لا سکتے کیونکہ کوئی شخص بھی تعزیہ یا دلدل یا
علم حسینی کو نہ خدا سمجھتا ہے نہ اس کی عبادت کرتا ہے نہ یہ گمان و وہم تک ہے کہ تعزیہ
اس کی دعا کو قبول کریگا۔ نہ تعزیہ سے وہ کوئی حاجت مانگتا ہے علاوہ اس کے ہر قوم
و ہر مذہب کے قانون کا اصول ہے الاعمال بالنیات یہ اصول اسلام کا بھی ہے پس
جبکہ نیت کسی مسلمان کی یہ نہیں ہے کہ تعزیہ کی وہ عبادت کریں یا اسکو وہ خدا سمجھیں تو ہرگز
تعزیہ داری منع نہیں ہو سکتی اسی اصول الاعمال بالنیات پر مبنی ہے سنیوں کی وہ حدیث
کہ حضرت عائشہ کو رسالتمآب نے گڑیوں کے کھیلنے سے منع نہیں کیا جسکو صحیح بخاری
نے فخراً بیان کیا ہے واہ صاحب واہ حضرت عائشہ کا بتوں (گڑیوں) سے کھیلنا تو بت
نہیں اور بزعم آپ کی پیغمبر صلعم نے منع نہیں کیا جو عمر تک بت بنے ہوئے تھے اور نہ آپ
حضرات نے حضرت عائشہ کے ان بتوں (گڑیوں) کے کھیلنے پر کوئی نوٹس لیا کہ یہ
حرام و بدعت ہے یا نہیں لیکن حسین مظلوم کا تعزیہ جو صرف ضریح مقدس کا نقشہ ہے کوئی
بت وغیرہ اس میں نہیں آپ نے اس کی حرمت پر وہ اشتہار بازی کی کہ کسی طرح اس
مظلوم شہید کی یادگار مٹ جائے واللہ متم نورہ مفصل اس بحث کا استدلال
عقلی و نقلی تفسیر جامع العلوم لوامع التنزیل میں حجۃ الاسلام مولینا ابوتراب سید علی
الحائری مجتہد العصر دام ظلہ نے تسلی بخش لکھدیا ہے جس کے ملاحظہ کے بعد بجز تسلیم
کسی مخالف کو بھی کوئی چارہ نہیں تھا و ھو الھادی الی صراط المستقیم

تنبیہ عوام تعزیہ اور دلدل وغیرہ کو سجدہ کرنا شرک ہے اور خدا فرماتا ہے و من
یشرک باللہ فقد حبط عملہ اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس کا عمل
ضائع ہو جاتے ہیں اور عرضی باندھنا فعل لغو ہے اور خدا مومنون کی تعریف میں فرماتا
ہے والذین ھم عن اللغو معرضون وہ لغو امور سے روگردان ہوتے ہیں مومنین
کو ایسے امور سے باز رہنا چاہیئے۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و
سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین +

خادم المومنین

احمد علی امرتسری لاہور موچی دروازہ کوچہ گگا ڈگھاٹ

تلمیذ مجتہد العصر علامہ حائری مدظلہ العالی

فہرست موجودہ کتب مصنفہ حجۃ الاسلام مجتہد العصر والزمان مولانا سید علی الحائری لاہوری

غایت المقصود - حالات امام مہدی و رد مرزا قادیانی حال مسیح و دجال و یاجوج و ماجوج چہار جلد قیمت عہ
منہاج السلامہ - عقائد مذہب شیعہ بطرز فلاسفانہ و حکیمانہ آجکل کے نوجوانوں کیواسطے اسکے مطالعہ کی سخت ضرورت ہے عہ
بشارات احمدیہ حضرت محمدؐ و ائمہ اثنا عشر کی امامت و امام حسینؑ کی شہادت کا انجیل توریت و زبور سے ثبوت ۸ر
تقریظات المشاہیر سہ جلد اسمیں جماہیر علما کے خطوط انشا پردازی عربی زبان کی قابل دید ہے قیمت تین حصے ۳ر

فتاوے حائری ہر دو حصہ - توحید فدک ایمان ابوطالب سیادت عبدالغنی رد احراق باب فاطمہ احراق قرآن غسل میت و جنابت - متعہ جمع بین الصلوتین مسح اغنیہ قنوت نماز اذان تعزیہ ۶ر

لمعۃ المعانی - در اثبات استحباب سجود بر تربت حسینی و ثواب آں فارسی قیمت ۲ر
تحذیر للمعاندین - حالات معاویہ جنگ و لعن کردن بر مرتضےٰ علیؑ از تواریخ سنیان قیمت ۳ر
المہدی - کعبہ کی طرف سجدہ کرنے کی وجہ اور آریہ کی تردید اردو قیمت ار
البرہان - خلافت ابوبکر کے وقت علی کا دعویٰ خلافت کرنا اور معجزہ دکھلانا اردو قیمت ار

ہدایات حائری - جس میں عقاید اصول دین و فروع دین شیعہ بغرض تعلیم سید محمد رضی و سید محمد زکی فرزندان علامہ حائری تصنیف ہوا قیمت ۳ر

منہج للعاد محشی بحاشیہ حضرت علامہ حائری قبلہ علم فقہ اردو مقلدین کے واسطے یہ کتاب نہایت ضروری ہے قیمت ۸ر
العزاء - جواز و ثواب و فواید تعزیہ داری اور اعتراضات مخالفین کا جواب اردو قیمت ار
المؤید - حنبلی دری کے دلیل روح اللہ سے علیؑ کو محمدؐ پر افضل قرار دینے کا جواب اردو قیمت ار
مضمون طاعون - بقول مرزا قادیانی طاعون غضب خدا اور میری امامت کی دلیل ہونے کی تردید ار
عشرہ کاملہ - سنیوں کے دس مشکل ترین اعتراضات کے عقلی و نقلی جواب عہ
ناصر العترۃ - بخاری مسلم ترمذی مشکوٰۃ سے فضائل اور مناقب آئمہ اطہار کا مجموعہ عہ
برہان المتعہ - متعہ کا ثبوت کتب معتبرہ اہل سنت سے اور ثواب و احکام شرائط کا بیان ۸ر
رسالہ نفی - دلائل عقلیہ و نقلیہ کتب اہل سنت سے خدا کے جبر کرنے کا بطلان قیمت ار
نفی رویۃ اللہ - دلائل عقلیہ و نقلیہ کتب اہل سنت سے خدا کی رویت کا ابطال فارسی ۸ر
کتاب البشریٰ - دو جلد سید علی ہمدانی شافعی کے مودۃ القربیٰ کے شرح و خلافت و فضائل اہل بیت علیہ السلام دو جلد قیمت سے

برہان البیان - اس رسالہ میں صرف آیہ استخلاف کی تحقیق کی گئی ہے فارسی قیمت ۲ر
سیادۃ السادۃ - حضور نبویؐ و آئمہ اطہار کے حسب نسب اولاد و ازواج کی تعداد و حالات عہ
منہج الرشاد - یہ کتاب علم فقہ میں ہے جس پر مقلدین کے واسطے حاشیہ کیا ہے عہ
لسان الصدق - بجواب میزان الحق پادری باستدلال رد نصاریٰ حجم ۵۰۰ صفحہ صہ
تنبیہ الغافلین - مواعظ و آداب علم و علماء ۴ر
شہادت قرآنی - رد عقاید مرزا قادیانی ۲ر
الانصاف - تحقیق آیت استخلاف مرزائیوں و اہیوں نیچریوں کے اقوال کی تردید قابل دید ہے ۶ر
جواب بالصواب - تحقیق طہارت و نجاست طعام اہل کتاب قرآن و احادیث سے قیمت ۱ر
ارکان خمسہ - اس رسالہ میں مسائل تقلید شرعیہ فرعیہ لکھے گئے ہیں اردو ۲ر
جواب العین - تحقیق وجہ کسوفین با دلائل عقلیہ و نقلیہ فارسی ۲ر
تحفۃ المسلمین - یہ کتاب رد نصاریٰ میں باستدلال لکھی گئی ہے ۲ر

المشتہر

سید ابو الفضل الرضوی القمی لاہور مبارک حویلی

نوٹ - یہ تمام ضروری کتابیں ہیں - ہر کتاب کے بہت کم نسخے رہ گئے ہیں - شائقین جلد خریداری کی درخواست کریں -

توقیع حجۃ الاسلام طباطبائی
عت
کربلا معلی در انشاء تفسیر لوامع

مخفی نماند کہ تفسیر لوامع التنزیل
کہ در ترویج مذہب شیعہ اثنی عشریہ
ونشر علوم واسرار آل محمد علیہم السلم
امروز کتابیست کہ مثیل وبدیل
ندارد البتہ ارباب ثروت ودولت
در طبع ونشر آنکتاب مستطاب
سعی نمایند خدمت شائستہ
بدین مبین وشرع متین نمودہ
کہ فیوضات او تا دامن قیامت
از باقیات صالحات خواہد بود
من الاحقر الجانی ابوالقاسم
القزوینی الشہیر بالعلامۃ الطباطبائی

مہر شریف

تفسیر لوامع التنزیل

مخفی نماند کہ مصنفات حجۃ الاسلام والمسلمین ناصر الملت والدین ایت اللہ فی العالمین صدر المحققین مولینا السید علی الحائری مجتہد العصر والزمان لاہور در تائید وتشئید مذہب حق امامیہ اثنا عشریہ دارد کہ کتابے دیگر ندارد خصوصاً لوامع التنزیل وسواطع التاویل کہ صیت جلالت و عظمتش عالم را فراگرفتہ وآثار ہدایات وبرکاتش در اقطار وامصار رسیدہ اینست کہ حجج اسلامیہ عتبات عالیات ومجتہدین ایران در مدح وتبجیل وتعظیم وتفخیم این تفسیر جامع العلوم دقیقہ فروگذاشت نفرمودہ اند وہمگی بر توحد وتفرد مفسر علام اتفاق واطباق دارند واعتراف جستہ اند کہ بموجودگی این تفسیر ضرورت ہیچ تفسیرے باقی نمے ماند چہ این تفسیر برائے ہر منتہی ومبتدی ومقتدا ومقتدی در تحصیل علوم قرانیہ معلم کامل است چہ در این تفسیر تمامی اعتراضات یہود ونصارے ومجوس وجملہ مخالفین را محققانہ وفلسفانہ جوابات ذیل ہر ایت نوشتہ میشوند اما افسوس کہ بوجہ نا مساعدت دہر خون وعصر میمون از مجلدات این تفسیر جامع العلوم غیر از چند جلد بقالب طبع ریختہ نہ شدہ لیکن بمصداق الاشیاء مرھونۃ باوقاتھا درین جزء زمان بتوفیق ایزد منان مجلد خامس عشر ہم مطبوع گردید۔ وچونکہ از قیمت مجلدات ہمین تفسیر جامع العلوم بغرض اشاعت دین ودیگر کتب ورسائل دینیہ چاپ میشوند لہذا امید است از ناظرین این تفسیر کہ در ترویج واشاعت این بکوشند ومومنین را ترغیب خریداری مجلدات این تفسیر نمایند از متمولین وامراء مومنین قیمت ہر جلد این تفسیر مبلغ پانچ روپیہ (۵) واز غربا مومنین سہ روپیہ مقرر است مجلدات مطبوعہ این تفسیر حسب ذیل اند جلد اول۔ جلد ثانی۔ جلد ثالث۔ جلد سادس جلد ثامن۔ جلد تاسع۔ جلد ثالث عشر جلد رابع عشر جلد خامس عشر وتاکنون ما بیانی مجلدات چاپ نہ شدہ اند تا نوقت جلد سادس عشر در حیز تالیف است امید است تدریجاً عنقریب مجلدات غیر مطبوعہ ہم بچاپ رسیدہ انتشار خواہند یافت

المشتہر آغا سید ابو الفضل رضوی القمی مبارک حویلی لاہور

(نوٹ) اس جامع العلوم تفسیر کی بعض جلدوں کے کم نسخے رہ گئے ہیں۔ شائقین جلدی خرید لیں۔ ورنہ پھر سوا افسوس کے کوئی چارہ نہ ہوگا